بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

# الفضل

روزنامہ

قادیان

یوم پنج شنبہ

جلد ۳۲ | ۹ ماہ نبوت ۱۳۲۳ ہش | ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ | ۹ نومبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۶۳

## مدینۃ المسیح

قادیان ۷ ماہ نبوت سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۶ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو درد نقرس میں آج کچھ تخفیف ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرماویں۔

حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ حرم اول سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طبیعت آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کی طبیعت ویسی ہی ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

افسوس میاں عبد الحکیم صاحب والد میاں محمد شریف و میاں محمد نذیر صاحبان مالک لاہور ہاؤس آج بعمر ۸۰ سال وفات پا گئے۔ بعد نماز ظہر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah



# حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ و طلع شموس طالعہ کی تقریر

## ہم نے کیا کہنا ہے اور جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے

## تین چیزیں جن کی طرف خدام الاحمدیہ کو خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے

مرتبہ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

مجلس خدام الاحمدیہ کے چھٹے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ۱۵ ماہ اخاء ۱۳۲۳ ہش مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی:

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

مجھے مسوڑھوں کی سوزش اور دانتوں کے درد کی وجہ سے بولنا تو نہیں چاہیئے۔ لیکن چونکہ میں گزشتہ سال بھی خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں تقریر نہیں کر سکا۔ اس لئے باوجود تکلیف کے میں نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ مجھے کچھ نہ کچھ اس موقعہ پر ضرور آپ لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہیئے۔ جب میں گھر سے چلنے لگا۔ تو قدرتی طور پر میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ میں آج کس مضمون پر تقریر کروں اس خیال کے پیدا ہوتے ہی

### دو مضمون

میرے ذہن میں آئے۔ جن میں سے ایک مضمون فوراً ہی اپنی ارتقائی منازل کو طے کرتے ہوئے ایسی صورت اختیار کر گیا کہ میں نے سمجھا نہ یہ موقعہ اس مضمون کے مناسب حال ہے۔ اور نہ وقت اتنا ہے کہ میں اس مضمون کے متعلق اپنے خیالات پوری طرح ظاہر کر سکوں۔ وہ مضمون اپنی ذات میں ایک کتابی صورت کی تمہید بننے کے قابل ہے۔ تھوڑے سے وقت میں اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا جا سکتا تب میں نے دوسرا مضمون لے لیا۔ درحقیقت میرا منشاء یہ تھا۔ کہ یہ دوسرا مضمون اس تمہید کی تفصیل ہو۔ لیکن وہ تمہید ایسا رنگ اختیار کر گئی۔ کہ میرے نزدیک وہ زیادہ اہم کتاب کی تمہید بننے کے قابل ہے۔ اس لئے میں نے دوسرے حصہ کو جسے میں اس تمہید کی تفصیل کے طور پر بیان کرنا چاہتا تھا منتخب کر لیا۔ اور میں نے سمجھا کہ اس مضمون کو میں چھوٹا بھی کر سکتا ہوں اور بچوں کے لحاظ سے اس کا بیان کرنا زیادہ مناسب بھی ہے۔

میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ

### ہماری جماعت کی تنظیم

درحقیقت دو حصے رکھتی ہے۔ جن میں سے ایک حصہ اس لحاظ سے زیادہ اہم ہے۔ کہ ہماری جماعت دوسری جماعتوں سے مختلف ہے۔ اور دوسرا حصہ اس لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ کہ اس کے بغیر کوئی قوم فعّال نہیں بن سکتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم کسی مقصد کو لے کر کھڑی نہیں ہوتی۔ نہ اس میں اپنے کام کے متعلق جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ اس کا ترقی کی طرف سرعت کے ساتھ قدم بڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی قوم میں

### صحیح قوت عملیہ

نہ پائی جائے۔ اور وہ ان طریقوں کو اختیار نہ کرے۔ جن کے ذریعہ قوم اپنے خیالات اور اپنے عقائد کو کامیاب طور پر دنیا میں پھیلا سکتی ہے۔ تو اس وقت تک بھی وہ قوم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پس ایک طرف ہمارے لئے اس امر کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ کہ آیا کوئی اہم مقصد ہمارے سامنے ہے یا نہیں۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ ہم نے کیا کہنا ہے۔ اور دوسری طرف ہماری تربیت اس رنگ میں ہونی چاہیئے۔ کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔

### قوم کی ترقی کے لئے

بنیادی طور پر یہ امر نہایت ہی ضروری ہے کہ اس کا ہر فرد ان دو فقروں کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہو۔ کہ ہم نے کیا کہنا ہے جس کے اندر ہم نے کیا کرنا ہے بھی شامل ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔ جب یہ دونوں باتیں حل ہو جائیں۔ اور پھر جو کچھ ہم نے کہنا ہو وہ اپنے اندر اہمیت بھی رکھتا ہو۔ تو

### ہماری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں

ہو سکتا۔ یہی وہ چیز ہے۔ جسے یورپ کے لوگ آجکل خاص طور پر اہمیت دیتے ہیں۔ بالخصوص اخبارات کے نمائندے جب کسی لیڈر سے ملتے ہیں۔ تو اس سے کہتے ہیں۔ آپ کا پیغام کیا ہے۔ یعنی آپ دنیا کو وہ کونسی بات بتانا چاہتے ہیں جسے وہ جانتی نہیں۔ یا جس کو وہ بھولی ہوئی ہے۔ اور اسے یاد دلانے کی ضرورت ہے لیکن چونکہ وہ

### ایک عظیم الشان مضمون کو چند لفظوں میں

بیان کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے بسا اوقات بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ درحقیقت یہ غلط فہمی یوروپین نامہ نگاروں اور یوروپین مصنفین کو مسیحیت سے لگی ہے۔ مسیحیت نے یہ کہہ کر کہ شریعت لعنت ہے تمام مذہبی تفصیلات کو بے کار قرار دے دیا ہے۔ اور صرف اس ایک نقطۂ نگاہ کو پیش کیا ہے۔ کہ خدا محبت ہے۔ اس ایک نقطہ کو لے کر انہوں نے باقی ساری چیزوں کو ترک کر دیا ہے۔ اور پھر "خدا محبت ہے" کی ترجمانی بھی انہوں نے خدا کے سپرد نہیں کی بلکہ اپنے ذمہ لے لی ہے۔

پس چونکہ انہوں نے مذہب کے معنے ایک فقرہ کے کر لئے ہیں۔ اور چونکہ اس ایک فقرہ کے نتیجہ میں انہوں نے خدا اور اس کے رسولوں کو

## مذہب کی تفصیلات

بیان کرنے سے چھٹی دے دی ہے۔ اور اُن کو اس کام سے بالکل معطّل کر دیا ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ باقی مذاہب بھی کسی ایک لفظ یا کسی ایک فقرہ میں ساری تفصیلات کو بیان کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ باقی مذاہب کے بھی بعض خلاصے ہیں مگر اُن مذاہب کے پیرؤوں سے یہ غلطی ہوتی ہے کہ انہوں نے اُن خلاصوں کو اتنا پھیلایا نہیں کہ دنیا اُن خلاصوں سے ہی سمجھ سکتی کہ وہ مذاہب دنیا کے سامنے کونسا پیغام لے کر کھڑے ہوئے ہیں مثلاً اسلام کو لے لو۔ اسلام بھی کہتا ہے کہ خدا محبت ہے۔ اور اسلام نے بھی اپنے مذہب کا ایک خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے کہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مگر جس طرح عیسائیت نے "خدا محبت ہے" کی تشریح۔ مختلف جہتوں اور مختلف شعبوں سے مختلف عبارتوں میں انسانی جذبات سے وابستہ کر کے کی ہے اُس طرح لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تشریح [illegible]ں کی گئی اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ جب "[illegible]" کی ایک چھوٹی سی تشریح بھی کسی نامہ نگار کے سامنے بیان کی جاتی ہے تو وہ متاثر ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ دنیا کے لئے کار آمد باتیں ہیں لیکن اگر تم کسی نامہ نگار کے سامنے یہ کہو کہ میں دنیا کے لئے یہ پیغام لایا ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو چونکہ اس کی بار بار اور مختلف پیراؤں سے تشریح نہیں کی گئی۔ اس لئے اس خلاصہ سے تعلق رکھنے والے کئی مضامین کی باریکیاں۔ اُس کی وسعتیں اور اُس کے وسیع دائرے اُس کے ذہن میں نہیں آتے وہ حیران ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتا کہ وہ اسلام جس کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ خدا ایک ہے اور جس کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس کے رسول ہیں اُس کے اس فقرہ میں دنیا کے لئے نیا پیغام کونسا ہے۔ یہ تو وہی پرانی بات ہے۔ جو ایک لمبے عرصہ سے اسلام کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے حالانکہ خدا ایک ہے۔ اتنا وسیع مضمون ہے کہ اس کا کروڑواں حصہ بھی اس فقرہ میں بیان نہیں کیا گیا کہ خدا محبت ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مقابلہ میں اس فقرہ کی اتنی حیثیت بھی نہیں جتنی

## ہاتھی کے مقابلہ میں مچھر

کی ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ وہ فقرہ یاد کرایا گیا ہے۔ اور یہ فقرہ یاد نہیں کرایا گیا اُس فقرہ کے مطالب کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور اس فقرہ کے مطالب کو بار بار لوگوں کے سامنے نہیں رکھا گیا۔ اسی وجہ سے جب ہم لوگوں کے سامنے یہ وسیع مضمون بیان کرتے ہیں۔ تو وہ حیران ہو جاتے ہیں۔ کہ ہم اس بات کو جو دنیا کو پہلے بھی معلوم ہے ایک نیا پیغام کس طرح قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اصل کوتاہی اُن کی اپنی نظر کی ہوتی ہے چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ جب اُن کے سامنے ان تمام وسیع مضامین کا ایک مجموعہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ متاثر نہیں ہوتے لیکن جب اُن کے سامنے اسلام کے اِس خلاصہ کا ہزارواں بلکہ کروڑواں حصّہ نکال کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس کی کوئی ایک تشریح اُن کے سامنے کی جاتی ہے۔ تو وہ اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ چیز واقعہ میں ایسی ہے۔ جو

## دنیا کے لئے ایک نیا پیغام

کہلا سکتی ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کیا جائے اور بنی نوع انسان سے شفقت کی جائے۔ یہ خلاصہ اگر ہم لوگوں کے سامنے بیان کریں تو تمام یوروپین مصنف اور نامہ نگار اسے ایک نیا پیغام قرار دیں گے۔ وہ اس سے متاثر ہوں گے اور وہ تسلیم کریں گے کہ یہ نظریہ یقیناً ایسا ہے۔ جو دنیا کے سامنے بار بار آنا چاہیئے اور جس کو قائم کرنے کے لئے ہمیں اپنی انتہائی کوششیں صرف کرنی چاہیئیں لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ خلاصہ آگے پھر خلاصہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا۔ درحقیقت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہت سے وسیع مضامین پر مشتمل ہے۔ جن میں سے صرف ایک مضمون کا خلاصہ وہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا ہے۔ لیکن اسلام کے اس پیشکردہ خلاصہ کو نہ جاننے کی وجہ سے یورپین نامہ نگار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے متاثر نہیں ہوں گے۔ ہاں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس خلاصہ کو پیش کیا جائے کہ

## مذہب کی اہم اغراض دو ہیں

خدا سے تعلق اور بنی نوع انسان سے محبت۔ تو ساری دنیا اس سے متاثر ہوگی اور وہ سمجھے گی کہ ترقی کا یہ ایک نیا پہلو ہمارے سامنے رکھا گیا ہے اور ایک نئی چیز ہے۔ جو ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے عیسائی اگر کوشش کریں تو وہ بھی "خدا محبت ہے" میں سے یہ دونوں باتیں نکال سکتے ہیں۔ لیکن وہ اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ یہ ایک نیا طریق بیان ہے۔ جس سے بنی نوع انسان کو نیکی کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ پس ہمارے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد ہونا چاہیئے کیونکہ کسی مقصد کو اپنے سامنے رکھے بغیر انسان کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا کا یہ مطالبہ ہے۔ کہ ہم اُسے کوئی پیغام دیں اور گو مغربی لوگ اس پیغام کا دائرہ نہایت محدود رکھتے ہیں لیکن بہرحال اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر ایک مختصر پیغام دنیا میں عظمت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے تو تفصیلی پیغام یقیناً زیادہ عظمت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم

## اپنے مقاصد کی اہمیت

کو سمجھیں اور اُن کے مطابق دنیا میں تغیر پیدا کرنے کی کوشش کریں پس سب سے پہلی چیز جسکی ہمیں ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے کوئی مقصد ہونا چاہیئے جس کی بناء پر ہم کہہ سکیں کہ ہم نے لوگوں سے کچھ کہنا ہے۔ دوسرے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ کس طرح کہنا ہے۔ کس طرح کہنے میں بھی بہت بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ سکول کا کورس ایک ہوتا ہے۔ یونیورسٹی ایک ہوتی ہے۔ مگر اس فرق کی وجہ سے کہ ایک شخص جانتا ہے۔ اُس نے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ کس طرح کہنا چاہیئے اور دوسرا اس امر سے ناواقف ہوتا ہے۔ ایک شخص تو ترقی کرتے کرتے محکمہ تعلیم کا ڈائرکٹر مقرر ہو جاتا ہے اور دوسرا اسی ڈگری کا شخص سکول کی مدرسی میں ہی اپنی ساری عمر گزار دیتا ہے۔ اسی امتیاز کی وجہ سے دنیا میں

## قابلیت کے الگ الگ مدارج

تجویز کر دیئے گئے ہیں۔ کسی درجہ کی قابلیت کا نام لوگوں نے پرائمری رکھا ہوا ہے۔ کسی درجہ کی قابلیت کا نام لوگوں نے مڈل رکھا ہوا ہے۔ اور کسی درجہ کی قابلیت کا نام لوگوں نے انٹرنس رکھا ہوا ہے۔ اور کسی درجہ کی قابلیت کا نام لوگوں نے ایف اے اور بی۔ اے رکھا ہوا ہے۔ تو کس طرح کہنے کا فرق بھی زمین و آسمان کا تغیر پیدا کر دیا کرتا ہے۔ پرائمری کے بعض طالب علم ایسے ہوتے ہیں جو آئندہ مڈل میں تعلیم پانے والوں کے لئے نمونہ بننے والے ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو ادنےٰ سے ادنےٰ اسکول کیلئے بھی ذلّت کا موجب ہوتے ہیں۔ کچھ پرائمری کے ماسٹر اس بات کے مستحق ہوتے ہیں کہ اُن کو ترقی دے کر مڈل کی تعلیم اُن کے سپرد کی جائے اور بعض ماسٹر کچھ کہنے سے اس طرح ناواقف ہوتے ہیں۔ کہ اُن کا پرائمری میں رکھا جانا بھی انسپکٹروں کی ناواقفی یا جنبہ داری اور لحاظ کی بناء پر ہوتا ہے۔ ذاتی قابلیت کا اس میں دخل نہیں ہوتا تو کہنے کے طریق سے بھی انسان کی عملی زندگی میں بہت بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ کتابیں مقرر ہوتی ہیں جن سے پرائمری کا امتحان پاس کیا جا سکتا ہے۔ وہ کتابیں مقرر ہوتی ہیں جن سے مڈل اور انٹرنس اور ایف اے اور بی اے کے امتحانات پاس کئے جا سکتے ہیں لیکن پڑھانے والوں کے نقص یا اُن کی خوبی کی وجہ سے بعض کے شاگرد بالکل نالائق رہتے ہیں اور بعض کے شاگرد اعلےٰ درجہ کی قابلیت حاصل کر لیتے ہیں تو صرف اتنا ہی ضروری نہیں کہ ہم یہ سمجھ لیں کہ ہم نے کچھ کہنا ہے۔ بلکہ اسکے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے اور وہ طریق ہمارے فرائض کی ادائیگی میں ممد ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ یہی دو چیزیں ہیں جن کو گذشتہ تقاریر میں مختلف پیرائیوں میں مَیں نے خدام الاحمدیہ کے سامنے رکھا۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے آج میں پھر خدام الاحمدیہ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح پرانی شراب نئی بوتلوں میں پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ لوگوں کے لئے وہ دلکشی اور جاذبیت کا موجب ہو سکے اسی طرح آج میں اسی پرانی شراب کو جسے مَیں بارہا پیش کر چکا ہوں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نئی بوتلوں میں تمہارے سامنے رکھ رہا ہوں۔ یہ امر اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جب تک خدام الاحمدیہ کے کارکن اور

## خدام الاحمدیہ کے تمام رکن

اس بات کو مدنظر نہیں رکھیں گے کہ ہم نے کیا کہنا ہے۔ اور پھر جو کچھ کہنا ہے۔ اس کے متعلق تمام خدام کے ذہنوں میں یہ امر مستحضر نہیں ہوگا۔ کہ اسے کس طرح کہنا ہے۔ اس وقت تک اس انسٹی ٹیوٹ اور اس محکمہ یا ادارہ کی کامیابی قطعاً غیر یقینی اور شکی ہوگی۔ بلکہ بعض صورتوں میں یہ لاعلمی نہائت خطرناک نتائج پیدا کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ اگر ہماری جماعت کے نوجوانوں کو یہ معلوم ہی نہ ہو۔ کہ انہوں نے کیا کہنا ہے۔ تو وہ قومی خیالات کو مٹانے والے ہوں گے۔ اور اگر انہیں یہ معلوم نہیں ہوگا کہ انہوں نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔ اور اس کے پیش کرنے کا صحیح طریق کیا ہے۔ تب بھی جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کو وہ قائم نہیں کر سکتے۔ جس طرح چھت پر پڑے ہوئے پانی کو نکالنے کے لئے جب صحیح راستہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ تو وہ چھت میں سوراخ بنا کر مکان کو گرانے کا موجب بن جاتا ہے اسی طرح اگر نوجوانوں کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔ تو اس وقت تک بھی وہ

## قوم کی صحیح خدمت

کبھی سر انجام نہیں دے سکتے۔ پس یہ دونوں باتیں خدام الاحمدیہ کے لئے ضروری ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ انہیں اسلام کی مکمل واقفیت ہو۔ اور ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ انہیں اسلام کو پیش کرنے کا صحیح طریق معلوم ہو۔ کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ سب کا سب اسلام میں بیان ہو چکا ہے۔ اگر خدام الاحمدیہ اسلام کے مفہوم اور اس کی تعلیم کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ تو ان کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اسلام حاوی ہے تمام اعلےٰ تعلیموں پر۔ اور جو شخص اسلام کی تعلیم سے مکمل طور پر آگاہ ہو اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ اس نے دُنیا سے کیا کہنا ہے۔ پس

## اصل چیز اسلام ہی ہے

اگر ہم اس کا نام احمدیت رکھتے ہیں۔ تو اس لئے نہیں کہ احمدیت اسلام کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔ بلکہ اسلام کا نام ہم احمدیت اس لئے رکھتے ہیں۔ کہ لوگوں نے اسلام کو ایک غلط رنگ دے دیا تھا۔ اور ضروری تھا کہ اسلام کے غلط مفہوم کو واضح کرنے اور اسلام کی حقیقت کو روشن کرنے کے لئے کوئی

## امتیازی نشان

قائم کیا جاتا۔ اور وہ امتیازی نشان احمدیت کے نام کے ذریعہ قائم کیا گیا ہے۔ ورنہ اسلام کا ایک شوشہ بھی ایسا نہیں جسے کوئی شخص بدل سکے۔ بلکہ ایک شوشہ تو کیا ایک زبر اور ایک زیر بھی ایسی نہیں۔ جو تبدیل کی جا سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا وہ سب کا سب خدا کے کلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے ماخوذ ہے۔ بلکہ نہ صرف آپ نے جو کچھ کہا وہ قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔ بلکہ آپ نے وہی کچھ کہا جو قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور وہی کچھ کہا جو حدیث میں موجود ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اگر

## قرآن اور احادیث

میں بیان کردہ اسلامی تعلیم سے الگ ہو کر ایک شوشہ بھی بیان کیا جائے۔ بلکہ ایک زبر اور ایک زیر کا بھی اضافہ کیا جائے۔ تو وہ یقیناً کفر ہوگا الحاد ہوگا اور اس کی اشاعت سے دنیا میں علم نہیں پھیلے گا۔ بلکہ جہالت اور بے دینی میں ترقی ہوگی۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ

## ہم قرآنی تعلیم کو سمجھیں

اور اس کو اپنے دلوں اور دماغوں میں پوری مضبوطی سے قائم کریں۔ میں نے کہا تھا کہ ہر احمدی نوجوان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ اصل میں تو یہ

## ہر احمدی نوجوان کا فرض

ہے۔ کہ وہ عربی جانتا ہو۔ لیکن کم سے کم اتنا تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن کریم میں کیا لکھا ہے۔ اور خدا ہم سے کن باتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ عربی جاننے سے یہ سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کا مفہوم سمجھنے کی منزلیں جلد طے ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص زیادہ عربی نہ جانتا ہو۔ تو اسے کم سے کم اتنی عربی تو ضرور آنی چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کے ترجمہ کو وہ سمجھ سکے۔ میں نے ۱۹۴۲ء کے اجتماع کے موقعہ پر سوال کیا تھا کہ کتنے خدام ہیں جنہیں قرآن کریم کا سارا ترجمہ آتا ہے۔ اس وقت سات آٹھ سو میں سے قادیان کے خدام میں سے ۱۵۲ اور بیرونی خدام میں سے ۳۲ کھڑے ہوئے تھے۔ (الفضل ۸ نومبر ۱۹۴۲ء) اب میں دو سال کے بعد پھر یہی سوال کرتا ہوں۔ میرے اس سوال کے مہمان مخاطب نہیں۔ بلکہ صرف

## خدام اور اطفال مخاطب ہیں

جو خدام اور اطفال اس وقت پہرے پر یا کسی اور ڈیوٹی پر مقرر ہیں وہ بیٹھ جائیں تاکہ تعداد شمار کرنے میں کوئی غلطی نہ ہو۔ (حضور کے اس ارشاد پر سب بیٹھ گئے تو حضور نے فرمایا۔) قادیان کے خدام الاحمدیہ یا اطفال احمدیہ کے وہ ممبر جو قرآن کریم کا سارا ترجمہ پڑھ چکے ہیں کھڑے ہو جائیں (حضور کے اس ارشاد پر ۱۸۸ دوست کھڑے ہوئے) حضور نے فرمایا۔ بیرونی خدام کو شامل کر کے ساری تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ پس اس کے معنے یہ ہوئے کہ قادیان کے خدام میں سے قریباً اکیس فی صدی نوجوان قرآن کا ترجمہ جانتے ہیں اس کے بعد فرمایا۔ اب جو دوست باہر سے بطور نمائندہ آئے ہوئے ہیں۔ اور جن کی تعداد ایک سو ہے۔ ان میں سے جنہوں نے سارا قرآن ترجمہ سے پڑھا ہوا ہے۔ وہ کھڑے ہو جائیں (۲۳ دوست کھڑے ہوئے) فرمایا یہ تعداد قادیان والوں سے بھی زیادہ رہی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ قادیان والوں میں ۲۷۰ کے قریب اطفال بھی ہیں۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ یہ تعداد بھی

## نہائت افسوسناک

ہے۔ قرآن شریف ہی تو وہ چیز ہے۔ جس پر ہمارے دین کی بنیاد ہے۔ اگر ہمارے چندہ نوجوانوں میں سے بھی صرف ۲۰ فیصدی قرآن جانتے ہوں۔ اور ۸۰ فی صدی قرآن نہ جانتے ہوں تو اس کے معنے یہ بنتے ہیں کہ اگر ہم ساروں کو شامل کرلیں۔ تو غالباً ۴-۵ فیصدی نوجوان ایسے نکلیں گے جو قرآن کو جانتے ہونگے۔ اور پچانوے فی صدی ایسے نوجوان نکلیں گے۔ جو قرآن کا ترجمہ نہیں جانتے ہونگے۔ تم خود ہی سوچ لو۔ جس قوم کے صرف ۴-۵ فیصدی نوجوان قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہوں۔ اور ۹۵ فی صدی نہ جانتے ہوں۔ کیا اس کی کامیابی کی کوئی بھی صورت ہو سکتی ہے۔ ہم اپنی قوت واہمہ کو کتنا ہی وسیع کرلیں۔ اور اس وہم کو شک بلکہ خیال فاسدہ کی حد تک لے جائیں۔ تب بھی جس قوم کے

## پچانوے فیصدی افراد

قرآن نہ جانتے ہوں۔ اور صرف ۵ فیصدی قرآن کا ترجمہ جانتے ہوں۔ اس کی ترقی اور کامیابی کی کوئی صورت انسانی واہمہ اور خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے۔ کہ جب تک قرآن کریم سے ہر چھوٹے بڑے کو واقف نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک ہمیں اپنی کامیابی کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور اگر ہم رکھتے ہیں۔ تو ہم ایک ایسا نقطہ نگاہ اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ جو عقلمندوں کا نہیں بلکہ مجنونوں اور پاگلوں کا ہوتا ہے۔ آج میں اس امر کی طرف جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ اور نوجوانوں کو خصوصیت کے ساتھ یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ انہیں

## قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی جلد سے جلد کوشش کرنی چاہیئے

میں نے اعلان کیا تھا۔ کہ جو انجمنیں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی خواہش کرینگی۔ اور وہ اپنی اس خواہش سے ہمیں اطلاع دیں گی۔ ان کو مرکز کی طرف سے قرآن کریم پڑھانے والے بھجوا دیئے جائیں گے۔ مگر تجربہ سے یہ طریق کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے اب میں یہ ہدایت دیتا ہوں۔ کہ ہر سال مرکز کیطرف سے باہر سے آنے والے خدام کو

## قرآن کریم کا ترجمہ پڑھانے کا انتظام

کیا جائے۔ اور ہر جماعت کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنا ایک ایک نمائندہ یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجے۔ یہاں ان کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھانے کا باقاعدہ انتظام کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد ان کو اس امر کا ذمہ وار قرار دیا جائے گا۔ کہ وہ باہر اپنی اپنی جماعتوں میں قرآن کریم کا درس جاری کریں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اور جن کو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں آتا اُن کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھائیں۔ یہاں تک کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بچہ نہ جوان نہ بوڑھا جسے قرآن کریم کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ پس آج میں یہ

### نئی ہدایت

دیتا ہوں کہ ہر خدام الاحمدیہ کی جماعت میں سے ایک ایک نمائندہ قرآن کریم کے اس درس میں شامل ہونے کے لئے بلوایا جائے تاکہ وہ اور لوگوں کو اپنی جماعت میں تعلیم دے سکیں۔ میں ابھی یہ نہیں کہتا کہ جبراً ہر جماعت میں سے ایک ایک نمائندہ بلوایا جائے۔ مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ مرکز کو اتنی کوشش ضرور کرنی چاہئے جو جبر کے قریب قریب ہو۔ گویا جبر بھی نہ ہو۔ اور معمولی کوشش بھی نہ ہو بلکہ

### پوری کوشش کی جائے

کہ ہر جماعت کے نمائندے قادیان بلوائے جائیں اور اُن کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا جائے اس غرض کے لئے ہر سال ایک ماہ کی مدت کافی ہے۔ اس ایک مہینہ میں باہر سے آنیوالے نمائندگان کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے جماعت کے چوٹی کے علماء مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ اور خدام الاحمدیہ اگر چاہیں تو اس بارہ میں مجھ سے مدد لے سکتے ہیں۔ ہم اس

### ایک مہینہ کے درس کے لئے

اُنہیں اپنی جماعت کے چوٹی کے عالم دے دینگے جو آنے والوں کو قرآن کریم پڑھا دینگے یہ ضروری نہیں کہ پہلے سال میں اُنہیں قرآن کریم کا مکمل ترجمہ پڑھا دیا جائے اگر ایک مہینہ میں دس یا پندرہ سپارے بھی پڑھائے جا سکیں تو اگلے ایک یا دو سالوں میں وہ سارا ترجمہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالےٰ کے فضل سے دو تین سال کے اندر اندر ہر جماعت میں ایسے آدمی پیدا ہو جائیں گے جو قرآن کریم کو اچھی طرح جانتے ہوں گے اور دوسروں کو بھی قرآن کریم پڑھا سکیں گے قرآن کریم کے ترجمہ اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے

### کسی قدر صرف و نحو

کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس غرض کے لئے ایک کورس مقرر کر دیا جائے گا۔ تاکہ وہ صرف و نحو سے بھی واقف ہو جائیں ممکن ہے صرف و نحو کے اس کورس کی وجہ سے قرآن کریم کا ترجمہ زیادہ نہ پڑھایا جا سکے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ آئندہ سالوں میں صرف و نحو جاننے کی وجہ سے وہ زیادہ عمدگی سے قرآن کریم کا بقیہ حصہ پڑھ سکیں گے اور زیادہ عمدگی سے دوسروں کو پڑھا سکیں گے جب تک تھوڑی بہت صرف نحو نہ آتی ہو اُس وقت تک دوسروں کو پڑھانا آسان نہیں بلکہ مشکل ہوتا ہے۔

میری

### دوسری ہدایت

تعلیمی نقطۂ نگاہ سے یہ ہے۔ کہ خدام الاحمدیہ کا نہ صرف قرآن کے ترجمہ سے بلکہ بعض اور دینی علوم سے بھی واقف ہونا ضروری ہے مگر وہ علوم آہستہ آہستہ ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ فوری طور پر اُن کا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ سارے علوم قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں۔ اگر انسان کو قرآن کا صحیح علم ہو تو اُسے اور علوم خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور اسی مقصد کے لئے میں نے یہ ہدایت دی ہے۔ کہ ہر سال یہاں بیرونی جماعتوں سے آنے والے نمائندگان کو قرآن پڑھانے کا انتظام ہونا چاہئے۔ مگر جب تک یہ سکیم مکمل نہیں ہوتی اور جب تک دو تین سال کے بعد یہاں سے تعلیم حاصل کر کے لوگ

### اپنی اپنی جماعتوں میں درس

شروع نہیں کر دیتے اُسوقت تک ضروری ہے کہ دینی علوم سے جماعت کے لوگوں کو واقف رکھنے کے لئے بعض اور ذرائع پر بھی عمل کیا جائے۔ جب اُنہیں دینی لحاظ سے مکمل واقفیت حاصل ہو جائے گی تو اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ انہوں نے جو کچھ سیکھا ہے اُسے لوگوں کے سامنے کس طرح پیش کرنا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ نے دینی واقفیت بڑھانے کے لئے کچھ عرصہ سے ایک طریق جاری کیا ہوا ہے جو بہت مفید ہے۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ ہر سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں سے کسی کتاب کا یا میری لکھی ہوئی کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کا وہ امتحان لیتے ہیں۔ یہ طریق یقیناً مفید ہے۔ اور اس میں شامل ہو کر ہر شخص اپنے دینی معلومات میں بہت کچھ اضافہ کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں آجکل حدیث کی ایک نئی کتاب مرتب کرا رہا ہوں۔ جس میں ایک ہزار حدیثیں جمع ہوں گی۔ آٹھ سو حدیثیں منتخب کی جا چکی ہیں۔ صرف دو سو حدیثیں باقی ہیں۔ اُن کا بھی انشاء اللہ جلدی انتخاب کر لیا جائے گا۔ اور پھر اس کتاب کو شائع کر کے اسے مدرسہ احمدیہ کے نصاب میں شامل کر دیا جائے گا۔ حدیث کی اس کتاب کا امتحان ہر خادم کے لئے لازمی قرار دیا جائے تاکہ ہم میں سے ہر شخص کو معلوم ہو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری عملی زندگی کے متعلق کیا ہدایات دی ہیں۔ جس طرح میری سکیم کے ماتحت آئندہ قرآن کریم کا درس ہوا کرے گا۔ اسی طرح حدیث کی اس کتاب کو بھی انشاء اللہ پڑھایا جائیگا۔ تاکہ حدیث سے بھی ہر شخص کو مس اور موانست پیدا ہو جائے۔ گویا دینی واقفیت کے لئے یہ

### تین چیزیں ضروری ہیں

اوّل قرآن کریم کا ترجمہ۔ دوّم حدیث اور سوّم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب۔ حدیث کی واقفیت کے لئے میں نے بتایا ہے کہ کتاب لکھی جا رہی ہے۔ اور عنقریب چھپنے والی ہے۔ ہر خادم کے لئے اُس کتاب کا پڑھنا اور پھر اُس کتاب کے امتحان میں شامل ہونا لازمی ہوگا۔ کیونکہ اُس کتاب میں ایسی ہی حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ جو اعلےٰ درجہ کے کیریکٹر کے متعلق ہیں یا انسانی فرائض اور ذمہ داریوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یا پھر ہمارے عقائد کے متعلق ہیں۔ اکثر حدیثیں منتخب کر لی گئی ہیں۔ صرف تھوڑا سا حصّہ باقی ہے۔ جس کے متعلق مَیں امید کرتا ہوں کہ وہ بھی جلد پورا ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ میری یہ بھی خواہش ہے۔ کہ علماء کی مجلس سے مشورہ لے کر ایک مختصر کورس شائع کیا جائے جو

### عقائد فقہ اور اخلاق

پر مشتمل ہو یعنی کتاب تو ایک ہو مگر اُس کا ایک باب علم العقائد کے متعلق ہو۔ ایک باب علم الاعمال کے متعلق ہو جس میں فقہی کتابوں سے موٹے موٹے عنوانات لے لئے جائیں اور اُن کے متعلق جو ضروری مسائل ہیں وہ جمع کر دیئے جائیں اور تیسرا حصہ علم الاخلاق کے متعلق ہو جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاق کے متعلق کیا تعلیم دی ہے۔ میرا منشاء یہ ہے۔ کہ ایک مختصر سی کتاب تیار ہو جائے جو اڑھائی تین سو صفحوں سے زائد نہ ہو اور جس میں یہ تینوں باب الگ الگ ہوں تاکہ پڑھنے اور یاد کرنے میں سہولت ہو۔ اور پھر اس کورس کا بھی ہر خادم کے لئے پڑھنا ضروری قرار دیا جائے۔ دوسرا حصّہ یہ ہے۔ کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ

### ہم نے کس طرح کہنا ہے

درحقیقت ہمارے اخلاق کبھی بھی درست نہیں ہو سکتے جب تک ہم اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین نہیں کر لیتے کہ ہمیں دوسرے سے کوئی بات کس طرح کہنی چاہئے۔ مگر یہ امر یاد رکھو کہ کہنا چاہئے میں کرنا چاہئے بھی شامل ہے۔ جس طرح ہم نے کیا کہنا ہے" میں کیا کرنا ہے" بھی شامل ہے۔ اسی طرح "کس طرح کہنا چاہئے" میں کس طرح کرنا چاہئے" بھی شامل ہے۔ اس کی طرف بھی بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ علمی حصّہ کی کمی بعض اور ذرائع سے بھی پوری ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً سلسلہ کی طرف سے مختلف کتابیں چھپتی رہتی ہیں۔ اخبار شائع ہوتا ہے۔ اور اس طرح علمی لحاظ سے جماعت کے سامنے ہمیشہ مفید معلومات پیش ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ کس طرح کہنا چاہئے اور کس طرح کرنا چاہئے اس کی

### خالص ذمہ داری خدام الاحمدیہ پر

عاید ہوتی ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں اس لحاظ سے ابھی بہت بڑی کمزوری پائی جاتی ہے۔ مثلاً عملی لحاظ سے تبلیغ ہمارا سب سے اہم فرض ہے۔ مگر تبلیغ اچھی طرح تبھی ہو سکتی ہے۔ جب تبلیغ کرنے والے کا عملی نمونہ اعلےٰ درجہ کا ہو مگر مَیں نے دیکھا ہے۔ ابھی تک اس قسم کی

### شکائتیں

آتی رہتی ہیں کہ نوجوان جب کہیں باہر سفر پر جاتے ہیں تو ان میں سے بعض ریلوں کے ٹکٹ نہیں لیتے۔ بعض غلط ڈبوں میں بیٹھ جاتے ہیں یا دوسروں سے دوستی پیدا کر کے سینما دیکھنے چلے جاتے ہیں۔ یا آپس میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو جلدی غصّہ میں آجاتے ہیں یا جلدی لڑائی شروع کر دیتے ہیں یا اگر انہیں قاضی کے سامنے کسی معاملہ میں بیان دینا پڑے اور وہ بیان اُن کے کسی دوست کیخلاف پڑتا ہو یا اُنکے ماں باپ اور رشتہ داروں کیخلاف پڑتا ہو تو وہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ یا اگر اُنہیں کسی ذمہ داری کے کام پر مقرر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کیا جائے تو پوری طرح اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کرتے یا اگر روپیہ اُن کے ہاتھ میں دیا جائے۔ تو وہ دیانتدار ثابت نہیں ہوتے چنانچہ اس قسم کی شکایات میرے پاس کثرت کے ساتھ پہنچتی رہتی ہیں۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ خدام الاحمدیہ کے قیام کی وجہ سے ان شکایتوں میں کوئی کمی آئی ہو۔ حالانکہ اصل کام یہی ہے کہ خدام الاحمدیہ کے عہدہ دار

**نوجوانوں کے اخلاق کی نگرانی**

رکھیں۔ اور اُن کو اسلامی رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کریں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ تعلیمی حصہ کی طرف توجہ نہ کریں یا اس میں سستی اور غفلت سے کام لیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ تعلیمی حصہ بعض اور ذرائع سے بھی جماعت کے سامنے بار بار آتا رہتا ہے۔ مگر عملی نگرانی کا کام سست ہے۔ یعنی ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ اسے کس طرح کہنا چاہیئے۔ اور جو کچھ کرنا ہے وہ کس طرح کرنا چاہیئے۔ یہ کام ہے جو خدام الاحمدیہ کا ہے۔ پس اُس کے

**ہر فرد کو یہ معلوم ہونا چاہیئے**

کہ وہ کون سے اخلاق ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔ جن کے بعد ہم اپنی تعلیم دنیا تک صحیح رنگ میں پہنچا سکتے ہیں۔ اگر ہمارے اندر سچائی نہیں۔ اگر ہمارے اندر دیانت نہیں اگر ہمارے اندر محنت کی عادت نہیں۔ اگر ہمارے اندر عقل نہیں۔ اگر ہمارے اندر عزم نہیں اگر ہمارے اندر قربانی اور ایثار کا مادہ نہیں تو ہم اپنے پیغام کو خواہ کتنے ہی شاندار الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور خواہ کس قدر اس کی تشریح اور تفصیل بیان کریں۔

**ہرگز ہرگز اور ہرگز**

ہم دنیا پر غالب نہیں آسکتے۔ اور ہماری ناکامی اور نامرادی اور شکست میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس ضروری ہے کہ اس پہلو کو نمایاں کیا جائے۔ اور نوجوانوں کے اخلاق کی نگرانی رکھی جائے۔ جہاں وہ لوگ جو بڑی عمر کے ہیں۔ اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ علمی پہلو کو نمایاں کریں۔ وہاں خدام الاحمدیہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ عملی پہلو کو نمایاں کریں۔ کیونکہ آئندہ تمام کام نوجوانوں کو ہی کرنا پڑے گا۔ پس خدام الاحمدیہ کی نگرانی کی جائے۔

اور ان میں قوت عملیہ پیدا کی جائے مجھے افسوس کے ساتھ بیان کرنا پڑتا ہے کہ نوجوانوں کے متعلق مجھے بعض

**نہایت ہی تلخ تجارب**

ہوئے ہیں۔ شائد اللہ تعالےٰ کی حکمت کے ماتحت سندھ کی زمینوں کا کام اسی لئے میں نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مجھ پر اپنی جماعت کے نوجوانوں کے اخلاق کی حقیقت منکشف کرنا چاہتا تھا۔ باوجود اس کے مجھے فرصت نہیں تھی۔ اور باوجود اس کے کہ اور کاموں کے علاوہ تحریک جدید کا بوجھ بھی مجھ پر پڑا ہوا تھا۔ پھر بھی میں نے سندھ کی زمینوں کا کام اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ معلوم ہوا کہ ابھی تک دیانت بھی بعض احمدیوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور ابھی تک کام کرنے کا صحیح مفہوم بھی کئی نوجوان نہیں جانتے۔ ایسے ایسے آدمی بھی ہماری جماعت میں ہیں۔ کہ اگر اُن کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ بھی اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور ایسے بھی ہیں جو سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے اوقات کی ادنیٰ سے ادنیٰ قربانی کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے چنانچہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ باوجود اس کے کہ

**سلسلہ کے نفع اور نقصان کا سوال**

درپیش تھا۔ بعض نوجوان چھ سات گھنٹہ کام کرنے کے بعد گھروں میں بیٹھ گئے۔ اور سلسلہ کا دس بیس ہزار روپیہ کا نقصان ہو گیا۔ ان میں وہ بھی شامل ہیں جو مجاہد کہلاتے ہیں۔ اور وہ بھی شامل ہیں جو مجاہد تو نہیں کہلاتے مگر عام خدام میں سے ہیں۔ پس یہ حصہ نہایت ضروری ہے۔ اور قوم کے نوجوانوں میں محنت سے کام کرنے کی عادت پیدا کرنا خدام الاحمدیہ کا اہم فرض ہے — مرکزی کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ ایسے طریق ایجاد کریں جن سے انہیں معلوم ہو سکے کہ ہر احمدی جو مجلس خدام الاحمدیہ کا ممبر ہے۔ وہ کیا کام کرتا ہے۔ اور اگر

کسی کے متعلق معلوم ہو کہ وہ کوئی کام نہیں کر رہا۔ تو اُسے کسی نہ کسی کام پر مجبور کیا جائے۔ اسی طرح آپ لوگوں کو سکولوں اور بورڈنگوں وغیرہ کا معائنہ کرکے افسروں کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے اور ایسی سکیمیں سوچنی چاہئیں جن سے لڑکے

**پڑھائی میں غفلت**

نہ کریں۔ اسی طرح کھیل کود میں بھی وہ باقاعدگی سے حصہ لیں۔ آپ لوگوں کو اس امر کی نگرانی رکھنی چاہیئے کہ کسی محلہ میں کوئی لڑکا آوارہ نہ پھرے۔ آپ لوگوں کو اس امر کی نگرانی رکھنی چاہیئے کہ کون کون سے نوجوان ہیں۔ جو لغو باتیں کرنے کے عادی ہیں۔ اور پھر ان

**نوجوانوں کی اصلاح کی کوشش**

کرنی چاہیئے۔ آپ لوگوں کو اس امر کی نگرانی رکھنی چاہیئے کہ دوکانوں پر خرید فروخت کرتے ہوئے

**دوکاندار اور تاجر**

دیانتداری سے کام لیتے ہیں۔ یا نہیں اسی طرح اور معاملات میں اُن کی دیانت اور امانت کا کیا حال ہے۔ یہ تمام امور ایسے ہیں۔ جن کی نگرانی رکھنا خدام الاحمدیہ کا کام ہے۔ مگر اب تک اس لحاظ سے خدام الاحمدیہ نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح محسوس نہیں کیا۔ میرے پاس رپورٹیں پہنچ رہی ہیں۔ کہ کئی مہینوں سے

**قادیان میں بلیک مارکیٹ**

جاری ہے۔ اور دوکاندار دھوکا سے گراں قیمت پر اپنی اشیاء فروخت کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص دوکان پر گاہک بنکر آئے۔ تو وہ انکار کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فلاں چیز نہیں ہے لیکن اگر وہ ایک کی بجائے دو روپے دے دے تو چوری چھپے وہ اُسے چیز لا کر دے دیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ خدام الاحمدیہ کا نظام اتنا وسیع بنا دیا گیا ہے کہ ہر پندرہ سے چالیس سالہ عمر کے نوجوان کا اس مجلس میں شامل ہونا لازمی ہے۔ پھر بھی اس حرکت کا انسداد نہیں کیا گیا۔ بلکہ جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ کئی مہینوں سے قادیان میں ایسا ہو رہا ہے

مجھے بتایا گیا ہے کہ قادیان میں

**مجلس خدام الاحمدیہ کے آٹھ سو ممبر**

ہیں۔ میں اس تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے کہتا ہوں اگر مجلس خدام الاحمدیہ اپنے فرائض کو پوری خوش اسلوبی سے ادا کر رہی ہوتی۔ اور اگر اس کے آٹھ سو جاسوس قادیان کے گلی کوچوں میں موجود ہوتے۔ تو کیا یہ ممکن تھا کہ ان آٹھ سو جاسوسوں کے ہوتے ہوئے قادیان میں بلیک مارکیٹ جاری رہتی اور دھوکا بازی سے گراں قیمت پر اشیاء فروخت ہوتی رہتیں۔ دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہے یا تو ان آٹھ سو جاسوسوں میں سے ایک حصہ کو اپنی قوم کا غدار کہنا پڑے گا۔ اور یا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ ان کو اپنے فرائض سے ایسا غافل رکھا گیا ہے کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ انہیں کام کس طرح کرنا چاہیئے۔ ورنہ اگر یہ بات ہو رہی ہے۔ اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ سے قادیان کے دوکانداروں میں یہ عادت پیدا ہو گئی ہے اور دوسری طرف قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کے آٹھ سو یا آٹھ سو پچاس جاسوس موجود ہوتے۔ تو یہ نا ممکن تھا کہ ان کی موجودگی میں یہ بات جاری رہتی۔ میں جاسوس کا لفظ ان کی اہمیت کو نمایاں کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہوں۔

**ورنہ جاسوس کا لفظ**

جس قسم کے لوگوں کے لئے آجکل استعمال کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی جاسوسی اسلام میں منع ہے میں نے صرف ان کے فرائض پر زور دینے کے لئے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ ورنہ صحیح الفاظ یوں ہیں کہ اگر احمدیت کے اخلاق کے آٹھ سو نمائندے قادیان میں موجود ہوتے۔ اور کوئی گھر ایسا نہ ہوتا جس میں ایک نمائندہ موجود نہ ہوتا یا اگر کوئی ایک گھر خالی ہوتا تو اس کے قریب کے گھر میں

**اخلاق احمدیت کا نمائندہ**

موجود ہوتا۔ تو اس قسم کے حالات کے پیدا ہونے پر اُن میں سے ہر شخص آگے بڑھتا اور کہتا میں اپنے باپ کے خلاف شہادت دیتا ہوں یا اپنے چچا کے خلاف شہادت دیتا ہوں۔ یا اپنے دوست کے خلاف شہادت دیتا ہوں کہ وہ گراں قیمت پر چوری چھپے اشیاء فروخت کر رہا ہے جس طرح قرآن کریم نے کہا ہے کہ اگر تمہیں اپنے باپ یا اپنی ماں یا بھائی یا اپنے کسی اور رشتہ دار کے خلاف گواہی دینی پڑے۔ تو تم

Digitized By Khilafat Library Rabwah

### خداتعالیٰ کی رضا کیلئے

نڈر ہو کر گواہی دے دو۔ اور رشتہ داری کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ اسی طرح اگر خدام خلق یہ جذبہ اپنے اندر پیدا کر چکے ہوتے۔ تو ہر محلہ میں سے ایسے نوجوان نکل کر کھڑے ہو جاتے۔ جو ہمارے پاس آکر کہتے۔ ہمارے باپ کے پاس فلاں چیز موجود ہے۔ مگر وہ دوکان پر تو یہ کہہ دیتا ہے کہ میرے پاس نہیں۔ لیکن جب کوئی چوری چھپے زیادہ قیمت دے دیتا ہے۔ تو اسے وہ چیز دے دیتا ہے اسی طرح کوئی اور نوجوان نکلتا اور کہتا۔ کہ میری ماں جو کپڑا بیچا کرتی ہے۔ وہ دوکان پر تو یہ کہہ دیتی ہے۔ کہ میرے پاس فلاں کپڑا نہیں ہے۔ لیکن جب کوئی گھر میں آکر زیادہ قیمت دے دیتا ہے تو اس قیمت پر وہ کپڑا نکال کر اسے دے دیتی ہے۔ اگر خدام الاحمدیہ نے اپنے فرائض کو ادا کیا ہوتا۔ اور اگر ہر نوجوان کے دل میں اخلاق کی اہمیت کو قائم کیا ہوتا۔ تو ہمیں آج اپنے اندر وہی نظارہ نظر آتا۔ جو

### رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مجلس

میں صحابہؓ کے اخلاق کا نظر آیا کرتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک منافق نے کہہ دیا۔ کہ مدینہ چل لینے دو۔ وہاں سب سے زیادہ معزز آدمی یعنی نعوذ باللہ عبداللہ بن ابی ابن سلول سب سے زیادہ ذلیل شخص یعنی نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو مدینہ سے نکال دیگا۔ جب اس نے یہ بات کہی۔ تو اس کے بعد سب سے پہلا شخص جو یہ شکایت لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تک پہنچا۔ اسی عبداللہ بن ابی ابن سلول کا بیٹا تھا۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے باپ نے ایسا کہا ہے۔ اور اس کے اس فعل کی سزا سوائے قتل کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ یا رسول اللہ میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر آپ میرے باپ کے قتل کا حکم نافذ فرمائیں۔ تو مجھے اس قتل پر مقرر کیا جائے۔ کسی اور کو مقرر نہ کیا جائے کیونکہ اگر کسی اور نے میرے باپ کو قتل کیا۔ تو ممکن ہے۔ میرے دل میں اس کے خلاف جوش پیدا ہو۔ اور میں کسی خلاف شریعت فعل کا ارتکاب کر بیٹھوں۔ تو اگر واقعہ میں خدام خلق میں یہ جذبہ

پیدا ہو چکا ہوتا۔ اور وہ جرائم کی شناعت کو سمجھتے تو بجائے اس کے کہ اس موقعہ پر ہمیں تحقیق کرنی پڑتی۔ کہ کون کون لوگ ایسے ہیں۔ جو اس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہر شخص آگے بڑھتا اور کہتا کہ میرا باپ یا میرا بھائی یا میری ماں یا میرا فلاں رشتہ دار یہ جرم کر رہا ہے۔ اور میں اس کے خلاف اپنی شہادت پیش کرتا ہوں۔

### فردی جرم

بے شک ایسی چیز ہے۔ جس پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے۔ لیکن قومی جرائم پر کبھی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اگر قومی جرائم پر بھی پردہ ڈالا جائے۔ تو قوم کی ترقی بالکل رک جائے۔ اور اس کے افراد اعلیٰ اخلاق کو بالکل کھو بیٹھیں قومی جرائم کے ارتکاب پر ضروری ہوتا ہے۔ کہ ہر محلہ بلکہ ہر گھر میں سے لوگ نکلیں۔ اور بدی کا ارتکاب کرنے والوں کے راز کھول دیں۔ جب

### قومی جرائم کے ارتکاب

پر اس طرح راز کھولے جائیں۔ تو جن لوگوں کی اصلاح اور ذرائع سے نہیں ہو سکتی۔ ان کی اصلاح اس طریق سے ہو جاتی ہے۔ اور جبری طور پر ان میں نیکی پیدا ہو جاتی ہے۔ بدی پر جرأت انسان کو اسی وقت ہوتی ہے۔ جب اسے یقین ہوتا ہے۔ کہ میرے دوست یا میرے رشتہ دار میرے راز کو ظاہر نہیں کریں گے۔ لیکن اگر اسے یقین ہو۔ کہ میں نے جو بھی برا فعل کیا۔ اسے میرے دوست خود بخود ظاہر کر دیں گے۔ تو وہ کبھی بُرے افعال کے ارتکاب کی جرأت نہیں کر سکتا۔ دیکھ لو۔ چور ہمیشہ رات کی تاریکی میں چوری کرنے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسا انتظام ہوتا۔ کہ جونہی کوئی چور سیندھ لگاتا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آسمان پر کوئی ستارہ ایسا ظاہر ہوتا۔ جس کی چمک اور روشنی کی وجہ سے لوگ فوراً دیکھ لیتے۔ کہ کون شخص چوری کر رہا ہے۔ تو کیا اس کے بعد کسی ایک شخص کو بھی چوری کی جرأت ہو سکتی۔ یقیناً کوئی شخص چوری نہ کرتا۔ کیونکہ وہ ڈرتا۔ کہ ادھر میں نے چوری کی۔ تو ادھر ساتھ ہی میری گرفتاری عمل میں آ جائے گی۔ اور لوگوں کو پتہ لگ جائیگا۔ کہ اس فعل کا ارتکاب کس نے کیا ہے۔ اسی طرح اگر ہم میں سے ہر شخص اپنی سوسائٹی کے لئے

### ایک چمکتا ہؤا ستارہ

بن جائے۔ تو کمزور لوگوں کو اخلاق اور شریعت کے خلاف افعال کرنے کی جرأت نہ رہے۔ اور وہ بھی نیکی اور تقویٰ کے لباس میں ملبوس ہو جائیں۔ یہی امید خدا تعالےٰ اپنے مومن بندوں سے رکھتا ہے۔ کہ وہ سب کے سب ہدایت اور رہنمائی کے چمکتے ہوئے ستارے بنیں۔ اور جب بھی کوئی شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے۔ وہ اس پر اسی وقت اپنی روشنی ڈال دیں۔ تاکہ آئندہ وہ اپنی اصلاح کر سکے۔ اور قومی ترقی میں روک واقع نہ ہو۔ یہی خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض ہے۔ اور یہی اللہ تعالےٰ کا اپنے انبیاء کے ذریعہ ایک روحانی جماعت قائم کرنے سے منشاء ہوتا ہے۔ پس تم کو اپنا نور اتنا پھیلانا چاہیئے۔ اتنا پھیلانا چاہیئے۔ کہ تمہاری وجہ سے تاریکی کا کہیں نشان تک نہ رہے۔ اور اگر بعض لوگ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے قومی جرائم کا ارتکاب کریں۔ تو تمہارا فرض ہے۔ تم ان کو فوراً ظاہر کرو۔ بے شک اگر کسی شخص میں کوئی فردی کمزوری پائی جاتی ہے۔ تو تم اس کے عیب کو ظاہر نہ کرو۔ بلکہ علیحدگی میں اسے سمجھاؤ۔ اور دل میں اسکی ہدایت اور اصلاح کے لئے دعائیں کرتے رہو۔ تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کہ تم فردی کمزوریوں کا لوگوں میں ذکر کرتے پھرو۔ لیکن جس طرح فردی جرائم کا ظاہر کرنا گناہ ہے۔ اسی طرح

### قومی جرائم کا چھپانا گناہ ہے

جب تمہیں قومی جرائم کا علم ہو۔ تو تمہارا فرض ہے۔ ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو ظاہر کرو۔ میرے نزدیک اس امر کی بھی ضرورت ہے۔ کہ ہر مجلس اصلاح اخلاق کے سلسلہ میں اپنے پاس ریکارڈ رکھے۔ جس سے یہ ظاہر ہو سکے۔ کہ کن کن اخلاق کی طرف ہمیں زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ فردی جرائم میں صرف نصیحت کرنا کافی ہے۔ جرم کرنے والے کے نام کو ظاہر کرنا ضروری نہیں۔ لیکن

### ریکارڈ میں

بغیر نام ظاہر کرنے کے اس امر کی صراحت کی جا سکتی ہے۔ کہ ہم نے اتنے لوگوں کو فلاں فلاں قسم کے فردی جرائم کی بناء پر نصیحت کی۔ اور ان کو اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح جب کوئی قومی جرم کا ارتکاب کرے۔ تو اس کا بھی ریکارڈ میں ذکر آنا چاہیئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ ہر مجلس یہ بتا سکے گی۔ کہ سو میں سے اتنے فیصدی فلاں جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اتنے فی صدی لوگوں میں فلاں قسم کی کمزوری پائی جاتی ہے۔ اور اتنے فی صدی لوگ فلاں عیب میں مبتلا ہیں۔ بے شک اگر ان لوگوں کا نام ظاہر کیا جائے گا۔ تو شریعت کے خلاف ہوگا۔ لیکن بغیر نام کی صراحت کے ایک عام ریکارڈ کے ذریعہ یہ معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کن کن اخلاق کی نوجوانوں میں کمی ہے۔ اور کن امور کی طرف ہمیں

### زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت

ہے۔ مثلاً سچائی ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہر مجلس میں کتنے فیصدی نوجوان سچائی اختیار کرنے میں اعلیٰ نمونہ نہیں دکھا رہے۔ یا اشاعتِ فحش ایک جرم ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کتنے لوگ ہمارے اندر موجود ہیں۔ بہر حال اخلاق کی نگہداشت خدام الاحمدیہ کا اہم فرض ہے۔ اور ہر ایک کے لئے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے۔ کہ قومی جرم کا چھپانا ایک خطرناک جرم ہے۔ جس طرح فردی جرم کو ظاہر کرنا جرم ہے۔ قومی جرم سے مراد در حقیقت

### دو قسم کے جرائم

ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جرم جو قوم کے خلاف ہوتے ہیں۔ اور جن کا قومی لحاظ سے شدید نقصان ہوتا ہے۔ دوسرے وہ افعال جو کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی دوسرے پر قاتلانہ حملہ کرنے کے متعلق کوئی بات کر رہا ہو۔ اور اس کا علم کسی اور شخص کو ہو جائے۔ تو یہ فردی جرم نہیں ہوگا۔ بلکہ قومی جرم ہوگا۔ کیونکہ اس کا نقصان قوم کے ایک فرد کو پہنچنے کا امکان ہے۔ اس صورت میں اگر وہ اخفاء سے کام لیتا ہے۔ اور دوسرا شخص حملہ کر کے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو وہ جس نے بات کو سنا تھا۔ اور جسے اس سازش کا پہلے سے علم ہو چکا تھا۔ مگر اس نے ظاہر نہیں کیا۔ وہ بھی اس قتل میں شریک سمجھا جائیگا۔ اگر وہ وقت پر بتا دیتا۔ تو اصلاح کی جا سکتی تھی۔ لیکن چونکہ اس نے وقت پر نہ بتایا۔ اس لئے وہ بھی قاتل سمجھا جائے گا۔ اور

### شریعت کے نزدیک مجرم

ہوگا۔ پس قومی جرم سے مراد وہ جرم ہیں۔ جن کا ضرر کسی دوسرے انسان کو پہنچ سکتا ہو۔ اور

### فردی جرم سے مراد

وہ جرم ہیں۔ جن کا ضرر کسی دوسرے کو نہ پہنچتا ہو۔ یا کسی کے ایسے گذشتہ جرم کا ذکر کرنا جو

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خواہ اپنی ذات میں قومی جرم ہی ہو۔ لیکن وہ حال ہی منقطع ہو چکا ہو۔ وہ بھی فردی جرم ہی سمجھا جائیگا۔ مثلاً فرض کرو۔ ایک شخص نے آج سے دس سال پہلے کوئی چوری کی تھی۔ اب چوری کرنا ایک قومی جرم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کے دس سالہ گذشتہ چوری کے واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔ تو اس چوری کو قومی جرم نہیں بلکہ فردی جرم قرار دیا جائیگا۔ ایسی صورت میں ضروری ہوگا۔ کہ وہ دوسرے کے فعل پر پردہ ڈالے۔ اور اس کا لوگوں میں اظہار نہ کرے۔ دس سال پہلے اگر اس نے کسی کی پنسل چرائی تھی۔ یا ایسی ہی کوئی اور چیز چرائی تھی۔ تو گو چوری کے لحاظ سے اس کا یہ جرم کچھ کم نہیں تھا۔ مگر چونکہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس لئے اب اس کا اظہار کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اب ایسی چوری کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ انسان توبہ کرے۔ اپنے گذشتہ قصور پر استغفار کرے۔ اور آئندہ کے لئے عہد کرے کہ وہ ایسا فعل کبھی نہیں کرے گا۔ بہرحال اتنا لمبا عرصہ گذر نے پر اس کا یہ فعل قومی جرم نہیں رہا۔ بلکہ ایک فردی جرم بن گیا ہے۔ پس ہر وہ جرم جس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ یا جس فعل کے دوبارہ ہونے کا امکان نہیں۔ وہ فردی جرم ہے۔ اور ہر وہ جرم جس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ اور جس کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ وہ

## قومی جرم

ہے۔ پس قومی اور فردی جرائم میں جو فرق ہے۔ وہ بار بار نوجوانوں کو بتانا چاہیئے۔ تاکہ ایک طرف جہاں لوگوں میں تجسس کا مادہ پیدا نہ ہو۔ وہاں دوسری طرف لوگوں کے اخلاق کی نگرانی ہو سکے۔ اور معلوم ہو سکے۔ کہ کون لوگ اخلاقی اصول پر عمل کرنے میں سستی سے کام لے رہے ہیں۔ اگر خدام الاحمدیہ کی طرف سے اس رنگ میں اصلاح اخلاق کی کوشش کی جاتی۔ تو میرے سامنے یہ ذکر نہ آتا۔ کہ قادیان میں مخفی طور پر بعض لوگ گراں قیمت پر اشیاء فروخت کر رہے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ قادیان میں ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ہوتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدام الاحمدیہ

اپنے فرائض کی ادائیگی میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ ان کے نمائندے ہر محلہ میں موجود ہیں۔ ہر گھر میں موجود ہیں۔ اور وہ اگر چاہتے۔ تو اس نقص کا آسانی کے ساتھ ازالہ کر سکتے تھے۔ لیکن چونکہ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ اسکی ذمہ واری خدام الاحمدیہ کے کارکنوں پر عاید ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے یہ باتیں بار بار اپنے نمائندوں کے سامنے نہیں رکھیں۔ ورنہ اس سستی اور غفلت کا ان کی طرف سے مظاہرہ نہ ہوتا۔

تیسری چیز

## لڑائی جھگڑا

ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہ عادت بھی ابھی برابر جاری ہے۔ ذرا سی بات ہوتی ہے لیکن اس پر آپس میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ایک خطرناک نقص ہے جس کا ازالہ ضروری ہے۔ بسا اوقات انسان ہنسی مذاق میں کوئی بات کہہ رہا ہوتا ہے۔ مگر دوسرا اس مذاق کو برداشت نہ کرکے لڑائی جھگڑے کی صورت پیدا کر دیتا ہے حالانکہ ایسے حالات میں بات کو ہنسی میں ٹال دینا زیادہ مناسب ہوا کرتا ہے۔ مگر بعض دفعہ ایک شخص غصیلا ہوتا ہے۔ اور مذاق کو برداشت نہ کرکے وہ لڑ پڑتا ہے۔ جہاں ایسی صورت پیدا ہو۔ وہاں دوسرے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ خاموش رہے۔ اور وہاں سے اٹھ کر چلا جائے۔ ہر بات جو ناپسند ہو۔ اس پر لڑائی شروع کر دینا۔ معاملہ کو بلا وجہ طول دینا اور تفرقہ و شقاق کی صورت پیدا کرکے مقاطعہ تک نوبت پہنچانا اور

## بول چال بند کر دینا

ہرگز ایک مومن کے شایان شان نہیں ہے۔ اگر ہر شخص کو اس امر کی اجازت دی جائے۔ کہ وہ جس سے چاہے۔ بول چال بند کر دے۔ جس سے چاہے۔ تفرقہ اختیار کر لے۔ تو قوم کی ٹوٹتے ٹوٹتے کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ یہ باتیں ہیں جن کی طرف خدام الاحمدیہ کو میں خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتا ہوں۔ اور ہدایت کرتا ہوں۔ کہ انہیں جہاں بھی پتہ لگے۔ کہ دو احمدی نوجوان کسی وجہ سے آپس میں گفتگو نہیں کرتے۔ تو ان کے اس فعل کو قومی جرم قرار دیا جائے۔ اور انہیں نصیحت کی جائے۔ کہ مقاطعہ کرنا یا بول چال بند کر دینا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ یہ

## تین چیزیں

ہیں۔ جن کی طرف میں اس وقت خصوصیت سے خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ درد کی وجہ سے مضمون کا تسلسل بھی قائم نہیں رہا۔ اور اب مزید کچھ کہنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے میں انہی تین شقوں پر آج کی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے کارکنوں کو اور تمام خدام اور اطفال کو اپنی اپنی ذمہ واری کے سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قدم پر وہ آپ لوگوں کی رہنمائی فرمائے۔ تاکہ وہ باتیں جو آپ لوگوں کو معلوم ہیں۔ ان پر آپ عمل کر سکیں۔ اور جو باتیں معلوم نہیں وہ خدا تعالیٰ خود آپ لوگوں کو سکھائے۔ تاکہ آپ دین کی باتوں


## انگریزی تبلیغی لٹریچر

| | |
|---|---|
| پیارے خدا اور پیارے رسول کی پیاری باتیں | ۲ — ۰ — ۰ |
| اسلامی اصول کی فلاسفی | ۰ — ۱۰ — ۰ |
| نماز مترجم با تصویر | — ۴ — ۰ |
| دنیا کا آئندہ مذہب حقیقی اسلام ہے | ۰ — ۴ — ۰ |
| سرور انبیاء کے بے نظیر کارنامے و خصوصیات | ۰ — ۳ — ۰ |
| تمام جہان کو آسمانی پیغام | — ۳ — ۰ |
| پیغام صلح وغیرہ | ۰ — ۳ — ۰ |
| تمام جہان کو چیلنج معہ ایک لاکھ روپیہ کے انعامات | ۰ — ۲ — ۰ |
| دونوں جہان میں فلاح پانے کی راہ | ۰ — ۲ — ۰ |
| اسلام کا ایک عظیم الشان نشان | ۰ — ۱ — ۰ |
| میزان | ۴ — ۱ — |

جملہ دس کتابوں کے سٹ کی قیمت ۳-۸ — ۳ روپے معہ محصولڈاک

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

## ضرورت رشتہ

ایک ۲۸ سالہ احمدی نوجوان کے لئے جو کہ علاوہ صاحب جائیداد ہونے کے مستقل طور پر سرکاری ملازم ہے۔ اور اس وقت ۹۵ روپے ماہوار تنخواہ پا رہا ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ پہلی بیوی سے بوجہ اس کے غیر احمدی ہو جانے کے علیحدگی ہو چکی ہے۔ خواہشمند احباب معرفت ع مینیجر الفضل خط و کتابت کریں۔

## درخواست دعا

میرا عزیز بھائی حمید اللہ خاں مدت سے بیمار ہے اور اب کچھ عرصہ سے سرگنگا رام ہاسپیٹال لاہور میں زیر علاج ہے۔ جہاں کرنل بھروچہ نے اس کے جوڑ کے پاس دوبارہ اپریشن کیا ہے۔ چونکہ بیماری خطرناک سمجھی گئی ہے۔ اور بہت لمبی ہو گئی ہے۔ اس لئے بزرگان جماعت سے درخواست ہے۔ کہ عزیز حمید اللہ خاں کی صحت کیلئے درد دل سے دعا فرماویں۔ (بیگم چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں ماڈل ٹاؤن لاہور)

## شباکن

ملیریا کی کامیاب دوا ہے

کونین کے اثرات بد کا شکار ہوئے بغیر اگر آپ اپنا یا اپنے عزیزوں کا بخار اتارنا چاہیں۔ تو شباکن کا استعمال کریں۔ قیمت یکصد قرص عہ پچاس قرص ۱۳ر

دواخانہ خدمت خلق قادیان

## این۔ ڈبلیو۔ آر۔

## سبارڈینیٹ سروس کمیشن لاہور

فنانشل ایڈوائزر اور چیف اکاؤنٹس افیسر این ڈبلیو ریلوے لاہور کے دفتر نیز ڈویژنل اکاؤنٹس آفسر دہلی فیروزپور۔ ملتان۔ کراچی اور لاہور کے لئے روٹین کلرکوں کی بھرتی کی غرض سے ۱۵ اکتوبر تک مجوزہ فارم پر (جو این۔ ڈبلیو۔ ریلوے کے بڑے سٹیشنوں سے ایک روپیہ میں مل سکتا ہے) درخواستیں مطلوب ہیں۔ امیدواران کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ جس دفتر کو ترجیح دیتے ہوں اس کا خاص طور پر اپنی درخواست میں ذکر کر دیں۔ اسکے بغیر کوئی درخواست زیر غور نہیں لائی جائیگی۔ کل ۱۴۲ عارضی اسامیاں ہیں۔ جن میں سے ۱۲ مسلمانوں کیلئے ایک اینگلو انڈینوں اور ڈومی سائلڈ یورپینوں کیلئے ۲۰ سکھوں۔ پارسیوں اور ہندوستانی عیسائیوں کے لئے اور ایک اچھوت اقوام کے لئے مخصوص ہیں۔ علاوہ ازیں ۳۶ موزوں امیدواران کے نام (۲۱ مسلمان۔ ۴ سکھ۔ پارسی اور ہندوستانی عیسائی ایک اچھوت اقوام اور ۱۰ غیر مخصوص) فہرست انتظاریہ پر رکھے جائینگے۔ تنخواہ: ۴۰/۰ روپیہ ماہوار ۶۰-۲-۴۰ کے سکیل میں علاوہ گرانی الاؤنس حسب قواعد اینگلو انڈین اور ڈومی سائلڈ یورپین البتہ کم سے کم تنخواہ ۵۵/- علاوہ گرانی الاؤنس کے لینگے۔ تعلیمی قابلیت: میٹرکولیشن سیکنڈ ڈویژن۔ اگر سائج ڈویژنوں میں مشتہر کئے ہوں) جونیر کیمبرج یا اس کے مترادف امتحان۔ وہ امیدوار بھی زیر غور لائے جا سکتے ہیں جو یہ ثابت کر سکیں۔ کہ وہ صرف چند نمبروں کی کمی کے باعث سیکنڈ ڈویژن حاصل نہ کر سکے۔ عمر: ۱۸ اور ۲۴ سال کے درمیان اور اچھوت اقوام کی صورت میں ۲۷ سال تک سابق فوجی آدمیوں کی صورت میں چالیس سال تک گورنمنٹ ملازم بھی درخواست دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مجوزہ شرائط کو پورا کرتے ہوں۔ اور محکمہ ۔۔۔ کی معرفت درخواست کریں۔ مکمل تفصیلات کے لئے سیکرٹری کے نام لفافہ ارسال کیجئے جس پر ٹکٹ چسپاں ہوں۔ اور اپنا پتہ لکھا ہو۔

# تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

**لنڈن**، ۷ نومبر۔ ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ صدر کالینن نے مارشل سٹالن کو آرڈر آف وکٹری کا نشان عطا کیا ہے۔

**روم** ۷ نومبر۔ روم ٹربیونل نے مسولینی اور اس کے خاندان کی ساری جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی ہے۔ مسولینی نے اپنی "تازہ ترین" داشتہ کے نام جو جائیداد وقف کی تھی۔ وہ بھی ضبط کر لی گئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مسولینی منقولہ جائیداد کا بیشتر حصہ برازیل (جنوبی امریکہ) میں بھیج دیا گیا ہے۔

**نیبرگ** ۷ نومبر۔ ٹاٹا کے ڈائرکٹر سر اب جی سکلات والا کے بھائی ڈاکٹر میم سکلات والا ہفتہ کی رات کو ہنفورڈ کا لیفورنیا میں مسافر طیارے کے حادثہ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس طیارہ میں آنجہانی تنہا شہری مسافر تھے۔ باقی ۲۰ فوجی لوگ اور عملہ طیار چی تھے۔ یہ سب کے سب بھی ہلاک ہو گئے طیارہ برقی طوفان کی وجہ سے آسمان ہی میں پاش پاش ہو گیا تھا۔

**بغداد** ۷ نومبر۔ حکومت عراق اپنی ہوائی فوج کے لئے جدید طرز کے برطانی طیارے حاصل کر رہی ہے۔ اور ان طیاروں کی پہلی کھیپ پہنچ چکی ہے۔

**القدس** ۷ نومبر۔ آجکل امریکہ کے محکمہ زراعت کے نمائندے فلسطین کا دورہ کر کے ملک کی زراعتی ترقی اور آبپاشی کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

**لاہور** ۷ نومبر۔ پنجاب یونیورسٹی کے ۱۹۴۵ء کے امتحانات بی اے۔ و آنرز ان پنجابی (بحروف فارسی) کے نصاب وغیرہ میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ امیدوار رجسٹرار صاحب سے تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔

**لنڈن** ۷ نومبر۔ نازی لیڈروں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہٹلر اور برس برگ تک پیچھے ہٹ آئے گا جہاں اس کے طوفانی دستے اس کی حفاظت کرینگے اس کے بعد وہ منظر عام پر نہیں آئے گا۔ جرمن سائنسدانوں نے جرمنی کے نئے خفیہ ہتھیار کے متعلق اپنے تجربات مکمل کر لئے ہیں۔ اور اب وہ اس ہتھیار کو وسیع پیمانے پر انگلینڈ کے خلاف استعمال کریں گے۔

**لنڈن** ۷ نومبر۔ جاپان نے رومانوی گورنمنٹ سے تعلقات توڑ لئے ہیں۔ جاپان نے یہ کارروائی اس لئے کی ہے کہ رومانیہ کی موجودہ گورنمنٹ جاپان کے اتحادی جرمنی کے مفاد کے منافی حرکت کر رہا ہے۔

**نئی دہلی** ۷ نومبر۔ مرکزی اسمبلی میں بھائی پرمانند کی تحریک التوا پیش ہونے کی اجازت مل گئی ہے

**واشنگٹن** ۷ نومبر۔ مسٹر روزویلٹ اور مسٹر ڈیوی کی انتخابی کارروائی ختم ہو گئی ہے۔ اب دونوں لیڈر انتخابات کے نتیجے کا انتظار کر رہے ہیں۔ واشنگٹن کی قیاس آرائیوں سے پتہ چلا ہے کہ اگر مسٹر روزویلٹ جیتے تو ووٹوں کی بھاری اکثریت سے جیتیں گے اور اگر مسٹر ڈیوی جیتے تو بہت تھوڑے ووٹوں کا فرق پڑے گا۔

**لنڈن** ۷ نومبر۔ جرمن نیوز ایجنسی کے نامہ نگار خصوصی نے اطلاع دی ہے کہ جنگ کی سب سے بڑی لڑائی عنقریب شروع ہو جائے گی۔ اتحادی ہائی کمان کولون اور رائن میں گھس جانے کے لئے لاتعداد فوجیں اور بہت زیادہ سامان جنگ جمع کر رہی ہے۔

**نئی دہلی** ۷ نومبر۔ حکومت ہند نے باٹا شو کمپنی لمیٹڈ کی تیار کردہ چپلوں کی بعض اقسام کی قیمتوں میں ترمیم کر دی ہے

**لنڈن** ۷ نومبر۔ وال کرن میں جرمنوں کو ان کی دو اہم چھاؤنیوں سے نکال دیا گیا ہے۔

**ماسکو** ۷ نومبر۔ مشرقی پرشیا میں دشمن کے کئی حملوں کو روک دیا گیا ہے۔

دانتوں کو خوبصورت اور تندرست رکھنے کیلئے ہمیشہ

کاربوزو

ٹوتھ پوڈر استعمال کیجئے۔ قیمت فی شیشی ۸؍

ایجنٹس: دار الفضل میڈیکل ہال
نسیم میڈیکل ہال قادیان

## ضرورت ہے

بدر کیمیکل انڈسٹریز لیمیٹڈ قادیان کے لئے چند ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو ایم۔ ایس۔ سی (کیمسٹری) بی ایس سی (کیمسٹری) اور ایف ایس سی (کیمسٹری) ہوں۔ خواہ وہ ٹرینڈ ہوں یا ان ٹرینڈ ہوں۔ انہیں لیبارٹری میں ٹیکنیکل ٹریننگ دی جائے گی لیبارٹری میں ویکسین۔ کیمیکلز۔ فارموسوٹیکل۔ پریپریشنز وغیرہ کا کام ہوگا۔ اسی طرح کوالیفائیڈ ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہے بنارس یونیورسٹی کے فارموسیوٹیکل کورس پاس شدہ کو ترجیح دی جائے گی۔

کارخانہ بدر کیمیکل انڈسٹریز لیمیٹڈ گورنمنٹ آف انڈیا کی خاص منظوری سے ایک لاکھ روپے کے سرمایہ سے جاری کیا گیا ہے احمدی نوجوانوں کو ترجیح دی جائے گی۔ لیکن دیگر مذہب وملت کے نوجوان بھی درخواست بھجوا سکتے ہیں۔ دیگر ضروری کوائف درخواست پر دیئے جاوینگے۔ نیز ایک جلد ساز کی بھی ضرورت ہے۔

درخواستیں بنام:-

منیجر بدر کیمیکل انڈسٹریز لیمیٹڈ قادیان

**واشنگٹن**، ۷ نومبر۔ منیلا کی خلیج میں جاپانی جہازوں سے ایک تازہ بحری جنگ ہوئی۔ ایک کروزر کو ڈبو دیا گیا۔ ایک کروزر یا چھوٹے جہاز کو نقصان پہنچایا گیا۔ جاپانیوں نے مان لیا ہے کہ جہاز دو سے زائد سو اتحادی جہازوں نے حملے کئے۔ اس جنگ میں ۱۹۱ جاپانی ہوائی جہاز تباہ کئے گئے۔